ہفت روزہ

ٹیلیفون ۶۷۵۳۵

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۴؍ نومبر سنہ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۴

یں ہو سکتا۔

بنتا ہے۔ جب وہ

صدیقِ اکبرؓ

صدرِ اول، کشتیِ اسلام کے وہ ناخدا
نامِ نامی سے ہے جن کے ہر مسلماں آشنا
دولتِ ایماں سے تھا جس کا سینہ مالا مال
وہ سراپا اور مجسّم پیکرِ صدق و صفا
یادِ حق میں جو رہا تا زندگی صبح و مسا
دین و ملّت پر لُٹائی جس نے دولت بے بہا
قربِ نبوی ﷺ کا شرف حاصل ہے جس کو آج بھی
گنبدِ خضریٰ شہادت دے رہا ہے آج بھی
ارفع و اعلیٰ ہیں انسانوں میں بعد از انبیاءؑ
مرحبا صد مرحبا صدّیق اکبرؓ با صفا
کفر کی دُنیا کو لرزاں تو نے بے شک کر دیا
ختم کذّابوں کو تو نے اس جہاں سے کر دیا
رحمۃُ للعالمین ﷺ کا تو جو ٹھہرا جانشیں
گلشنِ نبوی ﷺ میں تھا بیشک تو ہی وردِ حسیں

نُور محمد انور - کالاباغ

حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از قلم عبدالرحیم جاوید - الٰہ آبادی

اے پتنگِ شمعِ حق اے پیکرِ سوز و گداز
تیری رگ رگ میں نہاں تھی اُلفتِ شاہِ حجاز
جرأت و عزم و شجاعت میں نہیں تیرا جواب
تو تھا ایمان و عمل میں کامگار و کامیاب
تجھ کو بھی طلب رضائے خالقِ جن و بشر
کر سکے نہ تجھ پہ طوفانِ حوادث کچھ اثر
کلمۂ حق تھا کہا تو نے تہِ تیغِ جفا
نام ہے لاریب تیرا زینتِ لوحِ بقا
تھی گرفتارِ مصائب گو تری ساری حیات
ہاتھ سے چھوڑا نہ تو نے دامنِ عزم و ثبات
عرصۂ پیکار میں نکلا تو ہی جانِ وفا
تیرا جذبہ بن چکا تھا رو کش ہر ابتلائ
سختیاں جھیلیں نہ کہلایا مگر وعدہ شکن
تھی مئے توحید جامِ دل میں تیرے موجزن
دیکھتے تھے تجھ کو حیرت سے ملک افلاک پر
تھا حبیبِ کبریا کا تو جو منظورِ نظر

مشیر

اک شخص نے جنابِ علیؓ سے یہ عرض کی
اے نائبِ رسولِ خُدا دام ظلکم
بوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں چین تھا
عثمانؓ کے بھی عہد میں لبریز تھا یہ خم
کیوں آپ ہی کے دور میں جھگڑے یہ پڑ گئے
میری تو عقل ہو گئی اس مسئلہ میں گم
کہنے لگے ہے یہ بھی کوئی پُوچھنے کی بات
ان کے مشیر ہم تھے ہمارے مشیر تم

دا[illegible] سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۱۳ر جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۴ر نومبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۲۶

پیارا اسلام اور گھناؤنا کفر

اسلام کی حقیقت

اسلام انسان کی فطری تقاضوں کو بروئے کار لانے اور اُن کو اُبھارنے کا نام ہے۔ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اسلام دینِ فطرت ہے اور اسی لئے ہر انسان کے لئے رحمت ہے۔ اگر انسان کی جامع ومانع تعریف کی جائے تو اس تعریف کا خلاصہ مسلمان ہو گا۔ درحقیقت مسلم اور انسان مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں۔ حیوان کی منطقی تعریف ہے جوہر جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کہ وہ خود قائم رہ سکنے والا (قائم بالذات) ہو۔ جسمانیت یعنی طول وعرض وغیرہ رکھتا ہو۔ نامی ہو کہ اس کی نشوونما ہو سکے۔ حواس رکھتا ہو۔ اور اختیاری حرکت کرنے کی صلاحیت بھی ہو۔ اس منطقی تعریف کے سوا اس کی لازمی صفات یہ ہیں کہ وہ کھاتا، پیتا، چلتا پھرتا، دیکھتا سُنتا، سوتا جاگتا اور بول و براز کرتا ہے۔ نر اور مادہ رکھتا ہے۔ گرمی اور سردی اور ہر دشمن یا مضرت رساں چیز سے بچنے کی کوشش کرتا ہے یہ خواص وصفات چیونٹی سے لیکر ہاتھی تک اور مکھی سے لے کر باز تک اور کیڑے سے لے کر مگرمچھ تک میں پائی جاتی ہیں۔

حیوان ایک جنس ہے۔ اس کی مختلف نوعیتیں ہیں۔ بیل گھوڑا۔ بلی بکری، مور مرغ۔ اور انسان سب اس میں داخل ہیں یا یہ جنس سب کو شامل ہے۔ انسان اگر نفسانی خواہشوں اور جسمانی ضرورتوں میں ترقی کر کے کھانے پینے یا چلنے پھرنے کے بہترین سامان پیدا کرلے۔ یا دشمن سے بچنے یا اس کو تباہ کرنے کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع ایجاد کرلے تو ترقی مندرجہ بالا حیوانی صفات میں ہوئی۔ ان کے ذریعے وہ دیگر حیوانوں سے ممتاز نہیں ہو سکتا۔ انسان تب انسان کہلانے کے قابل بنتا ہے۔ جب وہ اس دنیا میں آنے کی غرض وغایت معلوم اور اپنے خالق و مالک کی صحیح معرفت حاصل کرلے۔

اگر اس نے یہ نہیں سمجھا کہ اس کو انتہائی کرامت و شرافت اور امتیازی خصوصیات دے کر کیوں پیدا کیا گیا ہے اور مر جانے کے بعد اس کو اپنے رب کے پاس پیش ہونا ہے۔ جس کی تیاری اس کو یہیں کرنی ہے تو وہ آدمی انسان کی صورت میں حیوان ہے چاہے وہ ہوا پر اُڑے۔ چاہے سمندروں کی تہ میں تیرے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (وہ لوگ چوپایوں کی طرح بلکہ اُن سے زیادہ گم کردہ راہ ہیں)۔

قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کا مفہوم بالکل واضح ہے اس لئے کہ باقی حیوان جس فطرت پر اور جس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وہ اسی میں مشغول ہیں۔ مگر انسان کو عقل و ادراک دے کر جو ذمہ داریاں اس کے سپرد کی گئی ہیں

جب وہ ان سے عہدہ برآ نہیں ہوتا تو اپنے ہم جنس حیوانوں سے یقیناً گر جاتا اور پھر اس کی سزا اُسے بھگتنی پڑتی ہے۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ وہ انسانی بلندیوں سے گر کر حیوانی پستیوں سے بھی نیچے چلا جاتا ہے۔

کفر کا مطلب

کفر کسی جانور کا نام نہیں ہے۔ انسانی صفات سے انسان کے عاری ہونے اور فطرتِ انسانی کی مخالفت کرنے سے انسان حیوان بنتا چلا جاتا ہے۔ لیکن جب اس کی فطرت بالکل مسخ ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت اس بناوٹی حیوان کو کافر یا انسانِ ممسوخ کہتے ہیں۔

انسان کامل :۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ایک قسم ایسی پیدا فرمائی ہے جنکی انسانی فطرت اوروں سے بہت بلند ہوتی ہے وہ انسانیت کے کامل نمونہ بنا کر عام انسانوں کی رہنمائی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ ان کو پیغمبر کہتے ہیں۔ وہ پیدائشی طور پر معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ وہ جوہر انسانی کو کیڑے کی طرح تباہ کر دینے والے امراض کے واقف اور اس کے علاج کے پورے ماہر ہوتے ہیں۔ وہ اس دنیا میں باعزت اور آرام دہ زندگی کے اصول بتاتے اور نجاتِ ابدی اور حیاتِ سرمدی کی طرف بُلاتے رہتے ہیں۔ اُن کی تعلیمات ہر انسان کے لئے رحمت اور فطرۃ انسانی کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے بہت ہی پیاری ہوتی ہیں۔ جس نے اُن کو اپنایا وہ پیارے اسلام کے محفوظ قلعہ میں آگیا اور جو اُن سے محروم رہا وہ گھناؤنے کفر کی تنگ وتاریک وادیوں میں بھٹک کر آلام و مصائب کا شکار ہو گیا۔

اسلام میں انسان کا مقام

یہاں ہم صرف ایک مسئلہ پر تھوڑی روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ اسلام کی انسانی مساوات اور انسان کا بحیثیت انسان کے احترام ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (کہ ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی)، دوسری جگہوں میں ارشاد ہے کہ ہم نے زمین و آسمان کی ساری کائنات انسان کے لئے پیدا کی۔ اس کے لئے مسخر کی یا ڈیوٹی پر لگائی۔ جہاں تک دنیوی زندگی اور انسانی حقوق کا تعلق ہے۔ اسلامی حکومت میں اُن میں مسلم اور غیر مسلم برابر ہیں۔ امن و امان سے رہنے، کمانے کھانے اپنی رسوم عبادت ادا کرنے اور انصاف حاصل کرنے میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ کالا ہو کہ گورا۔ برہمن ہو کہ چمار۔ ہر ایک کو زندہ رہنے کا حق ہے۔ ہر ایک دوسرے انسانوں کی طرح انسان ہے۔ حتیٰ کہ اسلام نے کسی آدمی کا جھوٹا ناپاک قرار نہیں دیا جب تک کہ اس نے اس وقت شراب نہ پی ہو یا مردار وغیرہ کوئی چیز نہ کھائی ہو۔ اسی طرح کسی کے چھونے یا سایہ پڑنے کو موجب نجاست یا باعثِ تذلیل نہیں گردانا۔

ناگزیر حالات میں اسلام نے لڑائی کی اجازت دی ہے مگر عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل سے روک دیا ہے اور ساتھ ہی ہاتھ پاؤں ناک وغیرہ اعضاء کا کاٹنا ممنوع قرار دے دیا ہے جسے مثلہ کرنا کہتے ہیں۔ جن قوموں نے اسلام کے رحمت کے سایہ میں (باقی صد ۱۶ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عید فطر میں کچھ کھا کر نماز کو جاؤ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ تَمَرَاتٍ وَ یَاْکُلُھُنَّ وِتْرًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ عید فطر کے دن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند کھجوریں نہ کھا لیتے عیدگاہ کو تشریف نہ لے جاتے۔ اور آپ طاق کھجوریں کھاتے۔ یعنی تین، پانچ، سات، نو وغیرہ۔

عید کے دن پہلا کام

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَءُ بِہٖ فِیْ یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّیَ فَاِنَّمَا ھُوَ شَاۃُ لَحْمٍ عَجَّلَہٗ لِاَھْلِہٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُکِ فِیْ شَیْءٍ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ عید قربان کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلا کام جو اس دن ہم کریں وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں پھر گھر واپس جائیں اور قربانی کریں پس جس شخص نے اس طریقہ پر عمل کیا۔ اس نے ہماری سنت کو حاصل کر لیا۔ اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ قربانی نہیں، بلکہ گوشت کی بکری ہے۔ جس کو اہل و عیال کے کھانے کے لئے جلد ذبح کر ڈالا ہے۔ قربانی سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

نماز کے بعد قربانی کا حکم

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَجَلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیَذْبَحْ مَکَانَھَا اُخْرٰی وَمَنْ لَّمْ یَذْبَحْ حَتّٰی صَلَّیْنَا فَلْیَذْبَحْ عَلٰی اسْمِ اللّٰہِ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت جندبؓ بن عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کر ڈالا اس کو چاہیئے کہ وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ (کیونکہ نماز سے پہلے قربانی نہیں ہوتی) اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوئی اور اس نے ہمارے طریقہ پر عمل کیا۔

عیدگاہ میں قربانی کا واقعہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْبَحُ وَیَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں ذبح اور نحر کرتے تھے (نحر اونٹ کے ذبح کرنے کو کہتے ہیں اور باقی جانوروں کے ذبح کو ذبح)۔

عیدین کا بیان

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا ھٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں مدینہ والوں کے دو دن تھے جن میں وہ خوشیاں مناتے اور کھیلتے تھے۔ آپؐ نے لوگوں سے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان ایام میں ہم لوگ عہد جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ان دنوں کو دو بہترین دنوں میں تبدیل کر دیا ہے یعنی عید قرباں اور عید الفطر کے دنوں میں۔

عید کے دن کھانے کا بیان

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَلَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ عید الفطر کے دن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کھا نہ لیتے عید کو نہ جاتے۔ اور عید قرباں کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔

عید کے خطبہ کا بیان

عَنْ جَابِرٍ قَالَ شَھِدْتُ الصَّلٰوۃَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَۃٍ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوۃَ قَامَ مُتَّکِئًا عَلٰی بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَکَّرَھُمْ وَحَثَّھُمْ عَلٰی طَاعَتِہٖ وَمَضٰی اِلَی النِّسَآءِ وَمَعَہٗ بِلَالٌ فَاَمَرَھُنَّ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَوَعَظَھُنَّ وَذَکَّرَھُنَّ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ عید کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور اذان و تکبیر نہیں کہی گئی۔ جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو بلالؓ کے سہارے کھڑے ہوئے خدا کی تعریف کی اور لوگوں کو نصیحت فرمائی اور عذاب و ثواب کا ذکر کیا اور خداوند تعالیٰ کی اطاعت پر زور دیا۔ پھر بلالؓ کے ساتھ آپؐ عورتوں کے گروہ میں تشریف لے گئے اور اُن کو خدا سے ڈرتے رہنے کی ہدایت کی اور نصیحت فرمائی اور ثواب عذاب یاد دلایا۔

راستہ کو بدلنے کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ فِیْ طَرِیْقٍ رَجَعَ فِیْ غَیْرِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کو کسی راستہ سے تشریف لے جاتے۔ تو اس راستہ پر واپس نہ آتے۔ بلکہ دوسرے راستہ سے آتے۔

مسجد میں عید کی نماز

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ اَصَابَھُمْ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَصَلّٰی بِھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعِیْدِ فِی الْمَسْجِدِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ عید کے دن بارش ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔

خُطبَۃ یَومُ الجُمُعَۃ ۶ جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی - اَمَّا بَعدُ

عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے ایمان خالص

کے ساتھ عمل صالح کا ہونا لازمی ہے!

قرآن مجید میں سے اس عنوان پر سترہ شواہد

پہلا شاہد

وَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدخِلُھُم جَنّٰتٍ تَجرِی مِن تَحتِھَا الاَنھٰرُ خٰلِدِینَ فِیھَا اَبَدًا ط لَھُم فِیھَا اَزوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّنُدخِلُھُم ظِلًّا ظَلِیلًا ۵ (النساء ع ۸ پارہ ۵)

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کرینگے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ ان کیلئے وہاں ستھری عورتیں ہونگی۔ اور ہم انہیں چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

وہی نکلا کہ جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ ان کے مذکور الصدر انعامات ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم یا مجیب الدعوات و یا ارحم الرّاحمین

دوسرا شاہد

اَلَّذِینَ اٰمَنُوا وَکَانُوا یَتَّقُونَ ۵ لَھُمُ البُشرٰی فِی الحَیٰوۃِ الدُّنیَا وَفِی الاٰخِرَۃِ ط لَا تَبدِیلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الفَوزُ العَظِیمُ ۵

سورہ یونس ع ۷ پ ۱۱

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ہمیشہ نیک کام ہی کرتے رہے اور برے کاموں سے بچتے رہے

انہیں حضرات کو ان کے اعمال صالحہ کے باعث دنیا میں رہتے ہوئے انہیں دنیا میں خوشگوار زندگی بسر ہونے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ بلکہ آخرت کی زندگی عمدہ زندگی بسر ہونے کی خوشخبری سنا رہے ہیں اَللّٰھُمَّ اجعَلنَا مِنھُم اور دنیا اور آخرت کی خوشگوار زندگی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پانا یہ بڑی ہی خوش نصیبی ہے۔

تیسرا شاہد

اَلَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوبٰی لَھُم وَحُسنُ مَاٰبٍ ۵)

سورہ الرعد ع ۴ پ ۱۳

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے۔

حاصل

وہی ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح ہوں تو ان لوگوں کے لئے خوشخبری دی جا رہی ہے۔

چوتھا شاہد

وَاُدخِلَ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجرِی مِن تَحتِھَا الاَنھٰرُ خٰلِدِینَ فِیھَا بِاِذنِ رَبِّھِم تَحِیَّتُھُم فِیھَا سَلٰمٌ ۵ سورہ ابراہیم ع ۴ پ ۱۳

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہینگے آپس میں دعاء خیر ان کی سلام ہو گی۔

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے انہیں ہی ان باغوں میں رکھا جائیگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

پانچواں شاہد

اِنَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَت لَھُم جَنّٰتُ الفِردَوسِ نُزُلًا ۵ خٰلِدِینَ فِیھَا لَا یَبغُونَ عَنھَا حِوَلًا ۔ سورہ الکہف ع ۱۲ پ ۱۶

ترجمہ:- بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔

حاصل

یہی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے فردوس کے باغ بطور مہمانی کے ہیں۔

چھٹا شاہد

اِلَّا مَن تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدخُلُونَ الجَنَّۃَ وَلَا یُظلَمُونَ شَیئًا ۵ جَنّٰتِ عَدنِ ِالَّتِی وَعَدَ الرَّحمٰنُ عِبَادَہٗ بِالغَیبِ اِنَّہٗ کَانَ وَعدُہٗ مَاتِیًّا ۵)

سورہ مریم ع ۴ پ ۱۶

ترجمہ:- مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔ ہمیشگی کے باغوں میں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ بیشک اس

کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ جس شخص نے خلاف امر الٰہی کاموں سے توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بہشت میں داخل ہونگے۔

اللھم اجعلنا منھم۔

ساتواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

سورہ مریم ع ۶ پ ۱۶

ترجمہ:۔ بیشک جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے "یعنی ان کو اپنی محبت دے گا یا خود ان سے محبت کرے گا۔ یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ احادیث میں ہے "کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اول جبرائیل کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی کر۔ وہ آسمانوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں آسمانوں سے اترتی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے اور زمین والوں میں اس بندہ کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بے تعلق لوگ جن کا کوئی خاص نفع وضرر اس کی ذات سے وابستہ نہ ہو۔ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں لیکن اس قسم کے حسن قبول کی ابتداء مومنین صالحین اور خدا پرست لوگوں سے ہوتی ہے۔ ان کے قلوب میں اول اس کی محبت ڈالی جاتی ہے۔ بعدہٗ قبول عام حاصل ہوجاتا ہے ورنہ ابتداءً محض طبقۂ عوام میں حسن قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض خدا پرست صالحین کا بھی کسی غلط فہمی وغیرہ سے اس کی طرف جھکنا مقبولیت عند اللہ کی دلیل نہیں۔ خوب سمجھ لو۔ (تنبیہ) یہ آیت مکی ہے۔ اور مکہ میں جن مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد اسی طرح پورا ہوا۔ کہ دنیا حیرت زدہ ہوگئی۔ حق تعالیٰ نے ان کی وہ محبت و الفت اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دی۔ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

آٹھواں شاہد

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ ۝ سورہ الروم

ع ۲ پ ۲۱

ترجمہ:۔ پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ سو وہ بہشت میں خوشحال ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہشت کی خوشحالی کی زندگی ان حضرات کو نصیب ہوگی۔ جن کے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی بھی تائید ہوگی۔

اے اسلام کا دعوٰے کرنے والو!

مذکور الصدر اعلان الٰہی کو غور سے پڑھو کہ کیا آخرت کی خوشحالی ایمان کے ساتھ عمل صالح کے ساتھ مقید ہے؟ نہ کہ فقط ایمان پر نجات موقوف ہے۔

نواں شاہد

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝ سورہ الروم ع ۵ پ ۲۱

ترجمہ:۔ تاکہ جو ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ اللہ انہیں اپنے فضل سے بدلہ دے۔ بیشک اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے کے بعد نیک عمل کرنے والوں کو بدلہ دیگا

اللھم اجعلنا منھم۔

دسواں شاہد

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ سورۃ السجدۃ ع ۲ پ ۲۱

ترجمہ:۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔ مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ دنیا میں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی کیا کرتے تھے انہیں مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ دیئے جائیں گے۔

گیارہواں شاہد

وَمَا اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ز فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝

سورہ السباء ع ۵ پ ۲۲

ترجمہ:۔ تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں۔ جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا۔ اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہونگے۔

حاصل

صاف ہے کہ مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت سے انسان قرب الٰہی میں نہیں پہنچتا۔ بلکہ ایمان صحیح اور نیک عملوں کے باعث پہنچتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی مال و اولاد کی کثرت قرب الٰہی کی علامت نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت میں گزرا۔ اور نہ قرب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ بلکہ اس کے برعکس کافر کے حق میں زیادہ بعد کا سبب بن جاتا ہے۔ ہاں مومن اگر مال و دولت کو وجوہ خیر میں صرف کرے اور اولاد کو۔ بہترین تعلیم و تربیت دلاکر نیک اور شائستہ بنائے۔ ایسا مال اور اولاد ایک درجہ میں قرب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔ بہرحال وہاں مال

اور اولاد کی پوچھ نہیں۔ محض ایمان اور عمل صالح کی پرسش ہے۔ ۱۲

بارہواں شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ٥ سورہ فاطر ع ۱ پ ۲۲

ترجمہ:۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مغفرۃ اور بڑے اجر کا وعدہ انہیں حضرات سے ہے۔ جو ایمان اور عمل صالح کریں۔

تیرھواں شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ٥ سورہ محمد ع ۱ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اور وہ جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے اور جو محمدؐ پر نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ان کے رب کیطرف سے برحق بھی ہے تو (اللہ) ان کی برائیوں کو مٹا دے گا۔ اور ان کا حال درست کر دے گا

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ انکے ایمان لانے اور عمل صالح کرنے کے باعث انکی برائیاں مٹا دیگا اور انکا حال درست کر دے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ یا اِلٰہَ الْعٰلَمِيْنَ۔

چودھواں شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ٥ (سورۃ البینۃ ع ۱ پ ۳۰)۔ ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بہترین مخلوقات وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے

پندرھواں شاہد

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ سورہ البقرہ ع ۱ پ ۱

ترجمہ:۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہ لوگ ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ بھی بجا لاتے ہیں انہیں کیلئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات ہو گی۔ وما علینا الا البلاغ

سولھواں شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ٥ سورہ الحجرات ع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بیشک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے مسلمان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سچے مسلمان وہی ہیں۔ جو ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی کریں۔

سترھواں شاہد

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ٥ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ٥ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ٥ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ٥ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ٥

سورہ الذاریات ع ۱ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بیشک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہونگے لے رہے ہوں گے جو کچھ انہیں ان کا رب عطا کرے گا بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے اور آخیر رات میں مغفرۃ مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کو نیکوکار ہونے کے باعث اور رات کو کم سونے کے باعث اور سحر کو اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرنے کے باعث اور اللہ تعالیٰ کے نام پر مال خرچ کرنے کے باعث آخرت میں یہ نعمتیں نصیب ہوئی ہیں اللہم اجعلنا منھم مذکور الصدر عنوان پر قرآن مجید سے اور شواہد بھی نکل سکتے ہیں۔ لیکن میں نے سترہ شواہد اپنے دعوے کے اثبات کے لئے کافی سمجھے ہیں۔

ای شریعت

پر عمل نہ کرنے والے مسلمانو! میں نے اردو زبان میں آپ کو قرآن مجید کا پیغام واضح کر کے پہنچا دیا ہے تاکہ آپ قیامت کے دن اس کی نافرمانی کا یہ سبب نہ پیش کر سکیں کہ اے اللہ! تیرا قرآن مجید تو عربی زبان میں تھا۔ اور ہم عربی نہیں جانتے تھے اور!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور میں قیامت کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکو کہ یا رسول اللہ ہمیں تو آپ کے کسی امتی نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کر کے آنے کی اطلاع دی ہی نہ تھی۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ٥

مجلسِ ذکر منعقدہ ۵ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تعلیم و تربیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد

عرض یہ ہے کہ انسان باقی حیوانات کی طرح ایک حیوان ہے۔ ایک بات ہے کہ یہ حیوانِ ناطق ہے۔ ناطق کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ بول سکتا ہے۔ اور اپنے دُکھ درد کا اظہار کر سکتا ہے۔ باقی حیوانات میں نطق یعنی بولنے کی طاقت نہیں ہے وہ اپنا دُکھ درد بیان نہیں کر سکتے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ فطرتِ سلیمہ لاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کُلُّ مَوۡلُوۡدٍ یُوۡلَدُ عَلَی الۡفِطۡرَۃِ وَ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَ یُنَصِّرَانِہٖ۔ ترجمہ:۔ "ہر بچہ دینِ فطرت لے کر آتا ہے۔ بعد میں اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں"۔ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے ذمہ جو فرائض ہیں اُن سے آگاہ کریں۔ انبیاء علیہم السلام انسان کی تعلیم و تربیت کے لئے آتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ دو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہیں۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے:۔

ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ وَ یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۃ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ (سورہ جمعہ پ ۲۸)

ترجمہ:۔ وہی ہے (اللہ) جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عربی زبان ان کی مادری زبان تھی۔ اس زباندانی کے باعث کافروں پر قرآن مجید کا بھی اثر ہوتا تھا اور اس لئے وہ شور مچاتے تھے۔ مگر ہم جب تک علم نحو علم صرف علم ادب نہ پڑھیں۔ ہم عربی نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے کسبًا ہمیں یہ علوم سیکھنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح وہاں آپؐ کے حضور میں تزکیہ وھبًا حاصل ہوتا تھا جیسے کہ حضرت حنظلہؓ کی حدیث سے واضح ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جنت اور دوزخ کَاَنِّیۡ رَاۡیَ عَیۡنٍ گویا کہ بہشت اور دوزخ آنکھوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور اب تزکیہ کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ صوفیائے کرام کی صحبت میں رہنے سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی تعلیم اور تزکیہ فرمایا۔ صحابہ کرامؓ سے تابعین نے سیکھا پھر تبع تابعین نے سیکھا۔ الیٰ یومِ ہذا۔ یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ آج تک چل رہا ہے قاعدہ کلیہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام انسان کو حقوق اللہ و حقوق العباد سمجھانے کیلئے آتے ہیں۔ اور اب اُن کے قائمقام علماء کرام کتاب و سنّت کی تعلیم دیتے ہیں اور صوفیائے کرام حال بناتے ہیں۔ بعض حضرات جامع کمالات بھی ہوتے ہیں۔ یعنی تعلیم اور تزکیہ دونوں فرائض انجام دیتے ہیں۔ جیسے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ تھے۔

چونکہ میں نے اپنے مربّیوں کی صحبت میں رہتے ہوئے چالیس سال تربیت پائی ہے اس لئے مجھے تمیز ہے کہ کون کون اللہ والے کس کس درجہ کے بزرگ ہیں۔ میں عقیدت سے نہیں بلکہ بصیرت سے کہتا ہوں کہ اُن کے وقت میں اُن کی نظیر نہیں تھی۔ مولاناؒ جامع صفات تھے ان کے درجہ کا کوئی نہیں تھا۔ آپ تعلیم بھی دیتے تھے اور تزکیہ بھی فرماتے تھے۔ سینکڑوں میں کوئی بلکہ ہزاروں میں کوئی ایسا باکمال ہوتا ہے۔

الحمد للہ! مجھے نو یا دس مرتبہ زیارت الحرمین الشریفین کی سعادت نصیب ہو چکی ہے۔ حرم شریف میں ہمیشہ اللہ والوں کو تلاش کرتا ہوں اور ہر مرتبہ اللہ والوں کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہوں۔

شرعی نقطہ نگاہ سے عالم اس کو کہتا ہوں۔ جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں شرح حدیث خیر الانام ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

ترجمہ:۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حکم اللہ تعالیٰ کا پاؤ اور نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بناؤ۔

قرآن شریف محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالےٰ نے لے رکھا ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ ترجمہ بیشک ہم نے قرآن نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن شریف کے ساتھ حدیث شریف بھی محفوظ ہے۔ کیونکہ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی۔ سے تصدیق ہو رہی ہے۔

یاد رکھو

وحی کی دو قسمیں ہیں ایک ہے وحی جلی قرآن مجید جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور دوسری وحی خفی ہے جو براہِ راست اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر القا فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پہلی امتوں کے ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء سابقین کے ارشادات میں سے صرف ایک فقرہ محفوظ ہے وہ یہ ہے۔ اِذَا لَمۡ تَسۡتَحۡیِ فَاصۡنَعۡ مَا شِئۡتَ۔ جس کا فارسی میں کسی نے یہ ترجمہ کیا ہے ؎

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کُن

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے مراد منشاءِ الٰہی ہوتی ہے۔ مثلاً نماز وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھ کر دکھائی۔ نہ یہ کہ گوٹھ مار کر بیٹھ جائے اور کہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں یہ غلط ہے روزہ بھی وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ کر دکھایا ہے۔ نہ یہ کہ ایک گھنٹہ کے لئے کھانا پینا ترک کر کے کہے کہ میرا روزہ ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ غرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں دو چیزیں حاصل ہوتی تھیں تعلیم اور تزکیہ۔ اب تعلیم تو علماء کرام کی صحبت میں ہوتی ہے۔ اور تزکیہ صوفیائے عظام کی صحبت میں ہوتا ہے۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں۔ کیا شرک اصغر یعنی ریاء والی حدیث شریف کا ترجمہ پڑھنے سے ریاء نکل جاتا ہے؟ یا کبر کے معنے بطرالحق و غمط الناس پڑھنے سے کبر نکل جاتا ہے۔ علماء کرام متنبہ تو کر دیتے ہیں علاج صوفیائے عظام کی صحبت میں ہوتا ہے میں چالیس سال اپنے مربی حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آتا جاتا رہا ہوں لیکن حضرتؒ کی تقریر کبھی نہیں سُنی۔ کسی کی اصلاح کرنی ہو تو حضرت منہ سے کچھ نہ فرماتے تھے۔ پانی کا گلاس دینے کے لئے حضرت نے دایاں ہاتھ بڑھایا۔ لینے والے نے بایاں ہاتھ بڑھایا تو حضرت واپس کر لیتے تھے جب تک وہ دایاں ہاتھ بڑھا کر نہ لے۔ وہ بولتے نہیں تھے اشاروں سے سمجھاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَمَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا ۔ او کما قال ۔

ترجمہ:۔ جو شخص بڑوں کا اعزاز نہیں کرتا اور چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔ یعنی مسلمان برادری سے خارج ہے ۔

اگر کسی پر غصہ آئے تو معمولی طور پر سمجھا دیا جائے ۔ بعضے ایسے ظالم ہوتے ہیں کہ بیوی پر غصہ آیا تو اس کو لاتوں اور جوتوں سے اتنا مارا کہ خدا کی پناہ ۔ بیچاری میں اٹھنے کی طاقت ہی نہ رہی ۔ مجھے تجربہ ہے ۔ بعض لوگ بچوں کو اتنا مارتے ہیں جیسے جانوروں کو مارتے ہیں ۔ پنجابی میں مشہور ہے کہ غصہ کمزور پر آتا ہے ۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے ؎

"حفظِ مراتب گر نکنی زندیقی"

ترجمہ:۔ اگر حفظ مراتب نہ کرے گا ۔ تو بے ایمان ہو کر مرے گا ۔

بہشتیوں کی علامت قرآن مجید میں ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ٥

(پ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

شرافت طبعی

یہ ہے کہ آداب و اخلاق کا اجراء گھر سے ہی کیجئے ۔ اولاد اور بیوی کے بعد عام مسلمانوں کی آبادی آتی ہے ۔ جو چھوٹے ہیں ان پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت کرو ۔ بیوی پر ناراضگی ہو تو مارنا نہیں چاہیئے ۔ معمولی سزا کے طور پر ایک آدھ دن بول چال ترک کر دیں ۔ غریب پر رحم کرو ۔ غصہ آئے تو پی جائیے ۔

علماء کرام کے ہاں عبور تو ہو جاتا ہے ۔ وہ اطلاع دینے کے ذمہ دار ہیں ۔ صوفیائے عظام تربیت کے ذمہ دار ہیں ۔ جب ایک سبق پکتا ہے ۔ تب آگے بتلاتے ہیں ۔ کامل جس پر صاد کرے وہ باکمال ہے اور کامل ہی مجاز بناتا ہے کہ میری طرف سے تم اللہ تعالےٰ کا نام بتایا کرو ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک یکے بعد دیگرے اس فن کے ماہر چلے آئے ہیں ۔ یہ بہت بڑا کام ہے ۔ طلباء علماء کرام سے تعلیم کی تکمیل کرتے آئے ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحاح ستہ میں صرف بخاری شریف کم از کم دو قرآن مجید کے حجم کے برابر ہو گی ۔ پہلے قلمی نسخے ہوتے تھے ۔ پریس نواب بنے ہیں ۔ محدث آتا تھا ۔ اپنی کتاب میں سے ایک ورق سناتا ۴

۴ تھا ۔ سب طالب علم یاد کر لیتے تھے ۔ اور لکھ لیتے تھے ۔ اُن کی محبت محنت اور جانفشانی دیکھئے ۔ اللہ تعالیٰ اُن کو غریقِ رحمت فرمائے اور حضورؐ کی نیابت کا صحیح جانشین بنائے آمین یا الٰہ العالمین ۔

اب بھی اس واسطے قرآن سناتا ہوں کہ آپ کو کتاب و سنت کی آواز پہنچ جائے اور قیامت کے دن آپ یہ عذر نہ کرنے پائیں کہ رَبَّنَا مَا جَآءَنَا مِنْ نَّذِیْرٍ ۔ اے اللہ! ہمیں تو ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا ۔ ہمیں کیا پتہ تیرا قرآن کیا کہتا ہے ، ترجمہ کر کے سناتا ہوں ۔ تاکہ اللہ تعالےٰ آپ سب کو ہدایت نصیب فرمائے ۔

میں متنبہ تو کر رہا ہوں اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان امراض روحانی کو پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اگر ہیں ۔ تو علاج کی طرف توجہ دینی چاہیئے ۔ ہمارے بابا آدم علیہ السلام تو وفات پا چکے ہیں ۔ ان کا مدِّ مقابل شیطان آج تک زندہ ہے ۔ اور اس نے سب کو بے ایمان بنانے کی مہلت ۴۲

۴۲ لے رکھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں ۔ کہ اس کے حملوں سے بچائے ۔ مجھے اور آپ کو صحیح راستہ پر چلنے اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

تربیت سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے ۔ جتنا غریب ہو اس سے زیادہ ڈریئے ۔ کہ اس کی آہ خدا کے ہاں جائے گی ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دُعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

شوخی اور شیخی میں آ کر کسی کو مت ستاؤ ممکن ہے کہ غریب اللہ کا بندہ اللہ کا پیارا ہو

البتہ امیروں سے مت ڈرو

اللہ تعالےٰ کے احکامات اور رسولؐ اللہ کے فرامین کی تعمیل کیجئے ۔

سبحانک اللّٰھم وبحمدک نشھد ان لا الٰہ الا انت نسئلک الجنۃ نستغفرک ونعوذبک من النار ۔

مضمون نگار حضرات کاغذ کی ایک طرف اور خوشخط لکھیں باریک یا پنسل کی تحریر شائع نہ ہو سکے گی :۔

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے

وظیفے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ :۔

برادرانِ عزیز! انسان کا فطرتی تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے ۔ جس کو ہر انسان خواہ مسلم ہو یا کافر اپنی عقل سے مانتا ہے ۔

قولہ تعالیٰ : وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰى یُؤْفَکُوْنَ ٥

ترجمہ:۔ " اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں ۔ کہ اُن کو کس نے پیدا کیا ہے ؟ تو ضرور یہی کہیں گے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے (جب یہ مانتے ہیں) پھر کدھر اُلٹے جا رہے ہیں انتہٰی (سورۃ زخرف رکوع ۷) ۔"

ہر انسان کو جب سخت مصیبت پہنچتی ہے ، اسباب ظاہری جواب دے دیتے ہیں ۔ تو فطرت سلیمہ اس کی ہادی بنتی ہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے دروازے کے اور کہیں سے تیری حاجت پوری نہیں ہو گی ۔ پھر ادھر جاتا ہے اور مراد پاتا ہے ۔ وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ط

ترجمہ:۔ " اور جب اُن کو (مشرکین کو) سائبانوں کی طرح (سمندر کی) موج ڈھانک لیتی ہے ۔ تب ایک اللہ تعالیٰ ہی کو خالص کر کے پکارتے ہیں ۔" انتہٰی ۔

جب انسان خدا تعالیٰ کو اپنا خالق مانتا ہے اور اُسے کارساز جانتا ہے ۔ اس کی فطرت اسے مجبور کرتی ہے ۔ کہ ایسے شفیق مالک کے ساتھ رشتہ مودت و رحمت قائم رکھا جائے اور ہر انسان کو یقین کامل ہے کہ جس ذاتِ پاک کو ہم اپنا کارساز و مالکِ حقیقی جانتے ہیں ۔ وہ ہر حاجت و ضرورت سے پاک ہے اس کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے جسے ہم پورا کر دیں تو وہ خوش ہو جائے ۔ البتہ ایک چیز ہے ۔ جس سے وہ خوش ہوتا ہے ۔ وہ ذکرِ الٰہی ہے ۔

جب انسان فطرت کی دستگیری سے فلسفۂ یادِ الٰہی کو سمجھ کر یادِ حق کے لئے آمادہ ہوتا ہے اور اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ میرے محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے میرے پاس سوائے ذکر کے اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے تب شیطان لعین آکر اسے بہکاتا ہے اور صحیح راستہ چھڑوا کر غلط راستے کی راہ نمائی کرتا ہے اور بجائے خدائے قدوس کے غیر اللہ کی عبادت شروع کرا دیتا ہے اور انسان کو اس دھوکے میں گمراہ رکھتا ہے کہ فلاں فلاں ہستی کی عبادت اور یاد ہی سے تمہارا مالک راضی ہو گا۔ چنانچہ کفارِ عرب کا یہ مقولہ (جو قرآن مجید میں مذکور ہے) اسی گمراہی کا پتہ دیتا ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط

ترجمہ: "ہم بتوں کی عبادت سوائے اس کے اور کسی غرض سے نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں قریب کر دیں"

چونکہ شیطان لعین کو قیامت کے دن تک مہلت ملی ہوئی ہے اور اس کا مقصد... سوائے اغوا انسانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے رحمتِ الٰہی جوش میں آتی رہی اور انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجتی رہی۔ تاکہ لوگوں کو دامِ شیطان سے نکال کر حلقہ بگوش رحمان بنا دیں۔ اسی پاک و مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آنحضور سراپا نور فداہ ابی و امی نے جب کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اعلان فرمایا۔ تو مشرکین عرب نے (باوجود خدا تعالیٰ کی ہستی و عظمت تسلیم کرنے کے) علم خلاف بلند کیا۔ اور اس مخالفت نے قتال و خون ریزی تک نوبت پہنچائی اور حسب اعلانِ الٰہی شدید ترین لڑائیوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح پائی۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (الآیۃ)۔

ترجمہ: بے شک ہم اپنے رسولوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

آفتابِ نبوّت کی ضیا باری کا اثر

آنحضورؐ کے آفتاب نبوّت کی ضیا باریوں نے شرک و کفر کے سیاہ داغوں کو سطحِ قلوب سے مٹا دیا اور اس مبارک وطنِ حبیب کا ہر فرد مسلم مظہر انوارِ الٰہی بن گیا۔ لیکن آپ یہ بھی پیشین گوئی فرما گئے تھے کہ آئندہ چل کر پھر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں پھر مسلمانوں میں وہی امراض پیدا ہو جائیں گے جو پہلی امتوں میں موجود تھے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ۔

ترجمہ: (اے مسلمانو!) البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو گے۔ بالشت کے مقابلہ بالشت اور ہاتھ کے مقابلہ میں ہاتھ بھر پورے اُترو گے۔ انتہیٰ۔

چنانچہ آج چودھویں صدی کے جس دَور میں ہم جا رہے ہیں۔ اس تیرہ صد سالہ پرانی والی پیشین گوئی کا ظہور و صداقت پا رہے ہیں۔

فرضِ علماء

اس تباہی خیز و فتنہ انگیز دَور میں علماء کرام کا فرض ہے کہ انوارِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا وہ نور جو ان کے سینوں میں روشن ہے۔ اس کی مشعل سے گم گشتگان راہ ہدایت کو شاہراہِ محمدیؐ پر لائیں اور سو سو شہید کا اجر پائیں۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ (رواہ البیہقی)۔

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے فساد کے وقت جس شخص نے میری سنت کو پکڑ لیا۔ پس اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحْيَانِيْ وَمَنْ اَحْيَانِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں اکٹھا ہو گا۔ انتہیٰ

لہٰذا علماء کرام کا فرض ہے کہ جانشین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے لحاظ سے آج اس دَور فساد میں وہ راہ عمل اختیار کریں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تازہ کی ہو۔

فضیلت دُعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہی عبادت ہے) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ انتہیٰ

اس روایت کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا گودا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دعا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز زیادہ معزز نہیں ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ذکرِ الٰہی

ابوہریرہؓ اور ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر فرشتے اُسے گھیر لیتے ہیں اور اُن پر رحمت چھا جاتی ہے اور اُن پر اطمینان قلبی نازل ہوتا ہے۔ اور اُن کو اللہ تعالیٰ اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے ہاں ہے۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔ تب میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

عبرت

برادرانِ اسلام! جس دعا اور ذکر کی فضیلت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوئی ہے۔ اس دعا سے مراد اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور ذکر سے مراد ذکر الٰہی ہے۔ جس دعا کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا ہے وہ وہی ہے جو خدائے قدوس سے مانگی جائے اور جس ذکر پر نزولِ رحمتِ الٰہیہ ہوتی ہے۔ وہ فقط ذکرِ الٰہی ہے۔ لہٰذا اگر آپ قبولیت دعا اور رحمتِ الٰہیہ کے امیدوار ہونا چاہتے ہیں۔ تو فقط اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے اور اسی سے مانگئے۔ جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا ہے ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ یادِ الٰہی کے لئے موزوں اور محبوب بارگاہِ الٰہی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انہیں اذکار نبویہ کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ پر خدا تعالیٰ راضی ہو اور اس ناکارہ کو بھی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احیاء سنت کی برکت سے عذاب سے نجات دے۔ آمین یا رب العالمین ط

ذکر صبح و شام

(۱)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (متفق علیہ)۔

ترجمہ:- سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہی خدا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انتہیٰ۔

فضیلت اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اس وظیفے کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے۔ اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملیگا۔ اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف کئے جائیں گے اور شام تک شیطان کے پنجے سے محفوظ رہے گا (بخاری و مسلم)

عرضداشت ابوداؤد اور ابن ماجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص یہ وظیفہ صبح و شام پڑھے اس کو اس وظیفے کا ثواب فلاں فلاں چیز ملے گی۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ وظیفہ صبح و شام کے وقت پڑھنا چاہیئے۔ مسلمان بھائیو خدا کے لئے غور کرو۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظیفے کے فضائل جیسا اور کسی کا بنایا ہوا وظیفہ ہو سکتا ہے۔ اور جو آپ کے بتلائے ہوئے وظیفے کا ثواب مل سکتا ہے وہ اور کسی کے بتلائے ہوئے سے نصیب ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کے فصل ثالث میں مذکور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اتنی سنت نبوی ان سے اٹھالی جاتی ہے۔ واقعی یہی ہوا کہ جب ہم نے اپنے وظیفے ایجاد کئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظائف ہم سے چھوٹ گئے۔ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر شوق ہے تو صبح اور شام کو مذکور الصدر وظیفہ ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھنا چاہو تو آپ ہی کے فرمودہ وظائف صبح و شام کے دوسرے بھی ملا لیا کرو۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

ذکر صبح و شام

(۲)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور (سارے جہان میں) اسی کی تعریف ہے۔

فضیلت:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اس وظیفہ کو صبح و شام سو دفعہ روزانہ پڑھے۔ تو کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر "وظیفہ" نہیں لائے گا۔ مگر وہ شخص جو یہی وظیفہ اتنا ہی پڑھے یا اس سے بھی زیادہ پڑھے۔

عبرت:- مسلمان بھائیو! خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بہترین وظیفہ بتلا چکے ہیں۔ تو آپ کیوں ان بہترین وظائف کو چھوڑ کر ان وظائف کے پابند ہو رہے ہو۔ جن کا پتہ نہ دربار خداوندی سے لگتا ہے نہ ارشادات محمدی سے ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى۔ آمین

ذکر صبح و شام

(۳)

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ:- میں اللہ تعالیٰ کو اپنا پالنے والا تسلیم کرنے اور اسلام کو اپنا دین بنانے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی ماننے میں راضی ہوں۔

فضیلت:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مسلمان بندہ اس دعا کو صبح و شام تین دفعہ پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اسے راضی کرے۔ (رواہ احمد والترمذی)۔

عبرت:- عزیز بھائیو! وظائف کے پڑھنے سے مطلب تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور عذاب الٰہی سے نجات ملے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وظیفہ کے پڑھنے والوں کے لئے عذاب الٰہی سے نجات کا ذمہ لیتے ہیں تو اس سے بڑھ کر تمہیں قبولیت اور نجات کا اور پکا وعدہ کہاں سے مل سکتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں سے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

ضروری تنبیہہ بھائیو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ تمہیں تب نصیب ہوگا جب اس دعا کو سمجھ کر عمل کرو۔ ورنہ یقیناً یاد رکھو۔ زبانی ورد اور عملاً انکار سے کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہو سکیگا

مطلب فقرہ اول جب اللہ تعالیٰ کو ہم نے پالنے والا مان لیا۔ تو ہمارا فرض ہے کہ پرورش کے لئے سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ اپنی کسی بھی حاجت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے دروازہ کو نہ کھٹکھٹائیں اور جب تک پا نہ لیں اسے چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔ کیونکہ یقین ہے کہ سوائے اس کے دروازے کے اور کوئی دروازہ نہیں ہے جہاں سے مل سکے اور اگر کہیں بھی گئے تو گویا کہ عملاً ہم نے اس وعدہ کو توڑ دیا اور مشرک بن گئے۔

مطلب فقرہ دوم اپنی عبادات۔ اقتصادیات سیاسیات میں قانون اسلام (کتاب اللہ وسنت رسولہ) کو دستور العمل بنائیں ورنہ ہم زبان سے اسلام کے مداح اور عمل سے دشمن کہلائیں گے۔

مطلب فقرہ سوم جب سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا مان لیا ہے اور ہم خدائے عزوجل کے بندے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں باگ دیدیں اور چپ چاپ آپ کے نقش قدم پر چلتے جائیں۔

ہر نماز کے بعد کا ذکر

(۴)

سُبْحَانَ اللّٰهِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

فضیلت:- حدیث شریف میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک خادم لینے کے لئے تشریف لائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جو خادم سے بہتر ہو؟ پھر آپؐ نے فرمایا۔ کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳، ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار ہر نماز کے وقت اور سونے کے وقت پڑھا کرو۔

مطلب:- یعنی جتنا آرام آپ کو خادم سے پہنچتا ہے۔ اس سے زیادہ ان کلمات کے پڑھنے سے بارگاہ خداوندی میں نصیب ہوگا۔

(۵)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے اللہ تعالیٰ عظمت دینے والا (سب عیبوں سے) پاک ہے۔

فضیلت:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (یہ دو) کلمے زبان پر ہلکے ہیں۔ میزان (جس میں قیامت کے دن لوگوں کے اعمال تلیں گے) میں بھاری ہیں۔ رحمٰن کے ہاں محبوب ہیں۔ (متفق علیہ)

عبرت:- خدا تعالیٰ کے بندو! نماز کے علاوہ جب تمہیں یاد الٰہی کا شوق پیدا ہو تو ان وظائف

کو پڑھا کرو۔ جو بے حد مختصر اور بہت ہی آسان اور بارگاہِ الٰہی میں یقیناً مقبول ہیں۔

(۶)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے۔ سب تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالےٰ سب سے بڑا ہے۔

فضیلت اوّل:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ یہ چار کلمات سارے کلموں سے افضل ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ کلمے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب کلاموں سے زیادہ پیارے ہیں۔ (رواہ مسلم)۔

فضیلت دوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ کہ ان کلمات کا پڑھنا میرے ہاں تمام ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ (رواہ مسلم)۔

عبرت:۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! خدا سے ڈرو۔ اور جو کچھ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے وہ کرو۔ اپنی طرف سے نئی نئی ایجادیں مت کرو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وظیفے کو سب سے افضل اور سب سے زیادہ محبوب فرماتے ہیں تو کیا تمہاری محبّت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمہیں مجبور نہیں کرتی کہ تم اسے دل میں جگہ دو اور زبان سے اس کا وِرد کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ترک شدہ سنتوں کو زندہ کر کے بہشت میں آپؐ کی معیّت کا فخر حاصل کرو۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری سنّت کو زندہ کیا وہ میرے ساتھ اکٹھا بہشت میں ہوگا۔ عزیزو! اپنے گھروں اور مسجدوں میں ان وظائف نبویّہ کا چرچا ڈال دو اور اپنی ایجادات چھوڑ دو۔ تاکہ تم پر خدا تعالیٰ راضی ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پُر فتوح تم سے خوش ہو۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

(۷)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ (رواہ الترمذی و ابو داؤد)۔

ترجمہ:۔ میں اس خدا تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے خود قائم اور جہان کو قائم رکھنے والا ہے۔ میں (اپنے گناہوں سے باز آکر) اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

فضیلت اوّل:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے یہ سابقہ کلمات استغفار پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ میدانِ جنگ سے ہی بھاگا ہوا ہو۔ (کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے)

جب یہ معاف ہو جاتا ہے تو باقی بطریقِ اولیٰ معاف ہو جائیں گے۔

فضیلت دوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے استغفار کو لازم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی سے نکلنے کی راہ نکال دیتا ہے اور ہر غم سے نکال کر اسے راحت پہنچاتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (رواہ ابوداؤد)۔

فضیلت سوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سارے بنی آدم خطاکار ہیں۔ اور بہترین خطاکار وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (رواہ الترمذی)۔

ضروری گذارش

برادرانِ اسلام! صحیح مسلم میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرو۔ میں بھی روزانہ سو دفعہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں توبہ کرتا ہوں علاوہ اسکے سابقہ ذکر شدہ فضیلتوں میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ "کہ ہر شخص خطاکار ہے اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں"۔ لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ نماز کے علاوہ اپنے شوق سے یادِ الٰہی کرنا چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد بلکہ حضور انورؐ کے اس عمل کا اتباع کرے کہ روزانہ سو دفعہ مذکور الصدر استغفار کا وِرد کیا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بھی معاف فرماوے اور اسکی ہر مصیبت دُور ہو اور ہر رنج میں راحت نصیب ہو۔

توبہ کا صحیح مطلب

توبہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ فقط زبان سے وردِ توبہ کرے اصل توبہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو خیال میں لا کر سابقہ غلطیوں پر شرمندہ ہو اور آیندہ ان کے ترک کرنے کا دل سے پختہ ارادہ کر لے۔

توبہ سے مصیبتوں کے دُور ہونے کا راز

اس جہان کا چلانیوالا خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جو وہ کرنا چاہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور اس کا اعلان ہے کہ "میں ہر ایک کی دعا سُنتا اور قبول کرتا ہوں" بشرطیکہ کسی گناہ کے کام کی دعا نہ ہو قطع رحمی کی نہ ہو اور جلدی نہ کرے۔ مانگتا رہے یہانتک کہ کام ہو جائے۔ اس اعلان کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک زبردست شرط یہ ہے کہ مانگنے والے کا تعلق اپنے گناہوں کی شامت کے باعث خدا تعالیٰ سے بگڑا ہوا نہ ہو ورنہ اسکی مثال ایسی ہوگی کہ دریا سے ایک نہر میں پانی آتا تھا۔ لیکن چند روز کے بعد اس نہر میں مٹی بھر گئی کہ اب پانی آ ہی نہیں سکتا اور جتنا ملک قبل ازیں اس نہر سے سرسبز و شاداب نظر آتا تھا سب ویران ہو گیا۔ اگر ہم دوبارہ اس ملک کو سرسبز و شاداب دیکھنا چاہتے ہیں تو نہر کے طول و عرض سے مٹی کے انبار ہٹا دیں تبھی پانی آ سکتا ہے اور مثلِ سابق لہلہاتی کھیتیاں اور ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ بن سکتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح صدقِ دل والی توبہ سے تمام وہ حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ جو قبولیتِ دعا میں مانع تھے اور ارادۂ الٰہی کی برقی قوت اس کے کاموں کی بگڑی ہوئی مشین کو چلا دے گی۔

نمازِ مغرب کے بعد کا ذکر

(۸)

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو مجھے دوزخ سے پناہ دے

فضیلت:۔ ایک صحابی کو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کسی کے بولنے سے پہلے سات دفعہ یہ کلمات پڑھا کرو۔ جب تم نے شام کو پڑھے اور اسی رات تم مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ سے نجات دیگا۔ اور جب تم نے صبح کی نماز کے بعد پڑھے پھر اگر تم اسی دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ سے نجات دیگا۔ (رواہ ابن السنی)

عبرت:۔ خدا کے بندو! اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کا شوق ہے تو نمازِ مغرب اور صبح کے بعد یہ وظیفہ پڑھا کرو۔

بستر پر لیٹنے کا ذکر

(۹)

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔ (رواہ ترمذی)۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا۔

فضیلت:۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنا دایاں ہاتھ رخسارۂ مبارک کے نیچے رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ ابوداؤد)

عبرت:۔ مسلمان بھائیو! کیا ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح رات کو سوتے وقت موت کا نقشہ یاد آتا ہے۔ اگر یاد آیا کرتا تو تمام گناہوں سے تائب ہو کر سوتے اور صبح اُٹھ کر بے ایمانی خلقِ خدا کی دل آزاری۔ حق تلفی۔ غیبت۔ جھوٹ۔ حسد کینہ۔ بغض۔ عداوت وغیرہ حماقتیں نہ کرتے عقلمندو! ہوش سے کام لو۔

مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت کا ذکر

(۱۰)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ:۔ اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے عافیّت دی۔ اس مصیبت سے جس میں تمہیں مبتلا کیا۔ اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر

فضیلت دی۔

فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھتا ہے تو اس کو یہ مصیبت کبھی نہیں پہنچے گی۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)۔

ادائے قرض کی دُعا

(۱۱)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ط (رواہ ابوداؤد)۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ غم سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ عاجزی اور سستی سے محفوظ ہونے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں بخل اور بزدلی سے بچنے کے لئے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ قرضے میں دب جانے اور لوگوں کی جھڑکیوں سے محفوظ رہنے کے لئے تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں۔

فضیلت:۔ حدیث شریف میں ہے ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہؐ! مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تمہیں ایسی کلام نہ بتاؤں۔ کہ تم اسے پڑھو تو اللہ تعالےٰ تیرے غم دُور کر دے اور تیرا قرضہ اُتار دے۔ اسنے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ صبح اور شام یہ دعا پڑھا کرو۔ وہ شخص کہتا تھا۔ کہ میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی دُور کر دیا اور میرا قرضہ بھی ادا کر دیا۔

عبرت:۔ عزیزو! اس دعا مبارک کے پڑھنے سے جب تمام غموں کے دُور ہونے کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے تمام غم دُور کر دیگا اور قرضے ادا کر دیگا۔ تو تم کیوں ایسی قبولیّت کی ذمّہ داری والی دعاؤں کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی طرف جاتے ہو فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ ط

دُرود شریف

(۱۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اسکی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسکی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بیشک تو بزرگ تعریف کیا ہُوا ہے اے اللہ! تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کی آل کو برکت دے۔ جس طرح تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کی آل کو برکت دی تھی۔ بیشک تو تعریف کیا ہُوا بزرگ ہے۔

فضیلت اوّل:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے دس درجے (قربِ الٰہی میں) بلند ہوتے ہیں۔ (رواہ نسائی)۔

فضیلت دوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب میرے پاس وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف بھیجا (رواہ ترمذی)

چھینکنے والا یہ پڑھے

(۱۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ سب تعریف خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔

چھینک سُننے والا یہ کہے

(۱۴)

یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

چھینکنے والا یہ دُعا دے

(۱۵)

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ تمہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور تمہاری حالت کو سنوارے۔

تکلیفوں میں مُبتلا ہونیوالا یہ پڑھے

(۱۶)

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

چاند دیکھنے کی دعا

(۱۷)

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ ط (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال۔ اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔

قبرستان میں جانے کی دعا

(۱۸)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ:۔ اے قبروں والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہم سے پہلے جا پہنچے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔

سوتے یا جاگتے وقت ڈرنیوالا یہ پڑھے

(۱۹)

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔ ان کے غصّے سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں۔

گذارش:۔ برادرانِ اسلام! فرائض ضروریہ کے ادا کرنے کے بعد اگر خدا یاد کرنے کا شوق ہو تو علاوہ مذکورۃ الصدر وظائف کے سید المرسلین خاتم النّبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ تمام درود شریفوں میں سے افضل وہی درود شریف ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر ارشاد فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو بڑھ چڑھ کر عطا کرتا ہے۔

(۱) سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (الاعراف آیت ۱۶۱)

ترجمہ:۔ اور نیکوکاروں کو اور زیادہ اجر دیں گے۔

(۲)۔ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○ (ابراھیم آیت ۷)

ترجمہ:۔ البتہ اگر تم شکر گزاری کروگے تو اور زیادہ دوں گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔

(۳)۔ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ○ (النمل آیت ۴۰)

ترجمہ:۔ اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لئے کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پرواہ عزت والا ہے۔

ناشکری

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"تمہارا رب وہ ہے۔ جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ بے شک وہی تم پر مہربان ہے اور جب تم پر دریا میں کوئی مصیبت آتی ہے تو بھول جاتے ہو جنہیں اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ لیتے ہو۔ اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (بنی اسرائیل آیت ۶۶-۶۷)۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ○ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ لا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۶۸-۶۹)

ترجمہ:۔ پھر کیا تم اس بات سے نڈر ہوگئے ہو کہ تمہیں خشکی کی طرف لاکر زمین میں دھنسا دے۔ یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دے۔ پھر تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ۔ یا تم اس بات سے نڈر ہوگئے کہ وہ دوبارہ تمہیں پھر دریا میں لوٹا لائے۔ پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے۔ پھر تمہاری ناشکری سے تمہیں غرق کر دے۔ پھر اپنی طرف سے ہم پر کوئی باز پرس کرنے والا نہ پاؤ۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

"وہی رب سمندر میں کام آتا ہے۔ اس وقت تمہیں معبودانِ باطل سب بھول جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ تمہیں مصیبت سے نجات دیتا ہے۔ تو خشکی پر اُتر کر اس سے روگردانی کرتے ہو۔ کیا وہ سمندر میں ڈبو سکتا تھا اور اب زمین میں نہیں دھنسا سکتا۔ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ تمہیں دوبارہ سمندر میں لے جائے اور سخت طوفان لاکر غرق کر دے۔"

حاصل کلام:۔ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے انسان کو شرک سے بچنا چاہیئے اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرنی چاہیئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ○ (الحج آیت ۱۴)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ط اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ○ (الرعد آیت ۳۶)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں۔ اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف ٹھکانا ہے۔

خالص توحید کی طرف بلاوا

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (یوسف آیت ۱۰۷-۱۰۸)۔

ترجمہ:۔ کیا اس سے بے خوف ہوچکے ہیں کہ انہیں اللہ کے عذاب کی ایک آفت آپہنچے یا اچانک قیامت ان پر آجائے۔ اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہہ دو میرا، اور میرے تابعداروں کا بصیرت کے ساتھ یہ راستہ ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ اور اللہ پاک ہے۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔

حاصل کلام:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیرو سب مسلمانوں کا توحید کا راستہ ہے۔ شرک مسلمان کے شایانِ شایان نہیں۔

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (الزمر آیت ۶۵)۔

ترجمہ:۔ اور بے شک آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کیا جاچکا ہے جو آپ سے پہلے گزرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہوجائیں گے۔ اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے۔

یاد رہے جو شرک کریگا وہ دوزخ میں جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ (البینۃ آیت ۶)

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ اہل کتاب میں منکر ہوئے اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بدترین مخلوق ہیں۔

سوچ لیں

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ط فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (النحل آیت ۴۴-۴۷)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے تیری طرف قرآن نازل کیا تاکہ تو لوگوں کے لئے واضح کر دے۔ جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ اور تاکہ وہ سوچ لیں۔ پس کیا وہ لوگ نڈر ہوگئے ہیں جو بُرے فریب کرتے ہیں اس سے۔ کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے۔ یا ان پر عذاب آئے۔ جہاں انہیں خبر بھی نہ ہو۔ یا انہیں چلتے پھرتے پکڑلے۔ پس وہ عاجز کرنے والے نہیں ہیں۔ یا انہیں ڈرانے کے بعد پکڑلے۔ پس تمہارا رب نہایت ہی شفیق رحم کرنے والا ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام

شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

(الذکر) "یاد داشت" سے مُراد قرآن کریم جو اگلی اُمتوں کے ضروری احوال و شرائع کا محافظ انبیاء سابقین کے علوم کا جامع، اور ہمیشہ کے لئے خدائی احکام اور فلاح دارین کے طریقوں کو یاد دلانے والا اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پہلے رسول بھیجے

گئے۔ کتابیں اُتاری گئیں۔ آج تم کو دا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہم نے کتاب دے کر بھیجا۔ جو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیائے سابقین کے علوم کی مکمل یادداشت ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ تمام دُنیا کے لوگوں کیلئے اس کتاب کے مضامین کھول کر بیان فرمائیں۔ اور اُس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفصیل کر دیں۔

اس سے معلوم ہوا قرآن کا مطلب وہ ہی معتبر ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام مضامین قرآن کھول کر بیان کرنا، اور لوگوں کا کام اس میں غور و فکر کرنا ہے۔

یعنی اگلے انبیاء اور اُن کی قوموں کا حال سُننے اور قرآن ایسی مکمل یادداشت پہنچ جانے کے بعد بھی کیا کفار مکہ حق کے مقابلہ میں اپنی مکاریوں اور داؤ فریب سے باز نہیں آتے کیا یہ امکان نہیں کہ خدا انہیں قارون کی طرح زمین میں دھنسا دے۔ یا ایسی طرف سے کوئی آفت بھیج دے جدھر سے انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ چنانچہ "بدر" میں مسلمان غازیوں کے ہاتھوں سے ایسی سزا دلوائی جو اپنی قوت و جمعیت اور مسلمانوں کے ضعف و قلت کو دیکھتے ہوئے اُن کے تصور میں بھی نہ آ سکتی تھی۔"

بقیہ:

پیارا اسلام اور گھناؤنا کفر

(صـ۳ سے آگے)

پناہ نہیں لی۔ وہ اب تک ننگ انسانیت، اطوار و عادات میں مبتلا ہیں۔

بھارت کے واقعات

ہندوستان کی دو اطلاعات تازہ آئی ہیں ایک گاؤں میں کسی نلکے پر کسی اونچے ذات کے ہندو کا برتن تھا۔ اس کو ایک اچھوت نے ہاتھ لگا دیا۔ یعنی اس کو اٹھا کر علیحدہ رکھ دیا۔ اور اپنا برتن وہاں رکھ دیا۔ پھر کیا تھا اچھوت اور چھو ڈالے برہمن کا برتن۔ اس کو اتنا پیٹا اتنا مارا کہ وہیں جان دیدی۔ اس کا بیٹا باپ کی مدد کو آیا تو اُس کو بھی زخمی کر دیا۔

دوسری خبر یہ ہے کہ ایک قصبہ میں ہندوؤں نے اچھوتوں کے مکانات کو آگ لگا دی اور جب آگ کے شعلے خوب بلند ہوئے بڑے اور چھوٹے اچھوتوں کو پکڑ کر آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے۔ وہ زندہ انسان دیکھتے دیکھتے آگ کی شعلوں میں جل بھن گئے۔ آہ کتنی تذلیل و توہین ہے انسانیت کی اور کتنی بے حسی ہے انسان نما حیوان کی۔ کیوں نہ آئے وہ پیارے اسلام کی گود میں جہاں اُن کو امن ملتا، سکون حاصل ہوتا اور جہاں وہ مسجد میں بادشاہ وقت کے مونڈھے کے ساتھ مونڈھا لگا کر کھڑے ہو سکتے۔

اس پیارے اسلام کے پیارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا عمل تھا۔ ایک دیہاتی نے ناواقفی سے مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اٹھانا (روکنا) چاہا۔ رحمت عالم نے ایسا نہ کرنے دیا۔ تاکہ پیشاب درمیان رُک کر اُس کو تکلیف نہ ہو جائے۔ فراغت کے بعد آپ نے مسجد پاک کرنے کا حکم فرمایا۔ (او کما قال)۔

عدم تبلیغ کے نقصانات

مسلمانوں کی تبلیغ نہ کرنے سے جہاں ایک طرف ان غیر مسلم انسانوں کا دین و دنیا تباہ ہے جو انسانی ہمدردی سے بعید اور افسوسناک ہے دوسری طرف خود مسلمانوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔ حیدر آباد دکن کی ریاست میں جہاں سات فی صدی مسلمانوں کی آبادی تھی لاکھوں مسلمان اسی لئے موت کے گھاٹ اُتارے گئے کہ اُن کی تعداد کم تھی اور ہندو اکثریت نے اکثریت کی وجہ سے ہر ناجائز کو جائز اور ہر ظلم کو عین انصاف سمجھا۔ یہ وہ وطن ہے جہاں اچھوتوں کو حیوانات سے بھی کم درجہ دیا جاتا ہے۔ جن کو ہندو ہونے کے باوجود ہندو مندروں میں داخل نہیں ہونے دیتے اور جن کا سایہ پڑ جائے سے ہندو دھرم بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ یہاں تھوڑی سی توجہ سے یہ عظیم مظلوم آبادی حلقہ بگوش اسلام اور سیاسی تفوق کا باعث بن سکتی تھی۔

مگر سچ فرمایا ہے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جب ارباب اقتدار شر پسند، اصحاب ثروت کنجوس، اور کاروبار عورتوں کے حوالہ ہو جائیں۔ تو پھر زمین کا اندر باہر سے بہتر ہے۔ یعنی ایسی رسوا کن زندگی سے موت اچھی ہے۔

احکامِ غسل و تیمم

وجوب غسل — غسل ان چیزوں سے واجب ہوتا ہے۔ سوتے یا جاگتے میں شہوت سے منی نکلنا۔ مرد کا قبل یا دبر میں دخول کرنا۔ حیض کا ختم ہونا۔ نفاس کا بند ہونا۔

فرائض غسل — غسل میں صرف تین فرض ہیں۔ کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

سنن غسل — غسل میں حسب ذیل باتیں مسنون ہیں: پہلے لگی ہوئی نجاست دھونا۔ پھر پاک ہونے کی نیت کرنا۔ وضو کرنا۔ تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔ بدن کو اچھی طرح ملنا۔

غسل یوم جمعہ و عیدین — جمعہ کے دن نماز سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔ اسی طرح دونوں عیدوں کو۔ اور احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا مسنون ہے۔ جو کافر مسلمان ہونا چاہے۔ اُسے بھی پہلے غسل کرا دینا چاہیئے۔

تیمم مع ترکیب — جس کو وضو یا غسل کرنے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے یا بیماری بڑھنے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو۔ یا رسی ڈول یعنی پانی نکالنے کا سامان نہ ہو یا دشمن کا خوف ہو یا سفر میں پانی ایک میل کے فاصلے پر ہو تو ان سب حالتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔ تیمم میں نیت فرض ہے۔ یعنی یہ ارادہ کرے کہ میں حدث رفع کرنے کے لئے تیمم کرتا ہوں پھر دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے۔ پھر ہاتھ جھاڑ کر منہ پر ملے۔ ہاتھ تمام اس جگہ پر پہنچانا چاہیئے جو وضو میں دھوئی جاتی ہے۔ پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھ کو کہنیوں تک ملے۔ انگلیوں کا خلال بھی کرے۔ پتھر پر تیمم جائز ہے۔ خواہ اس پر غبار نہ ہو جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے انہی سے تیمم بھی ٹوٹتا ہے۔ پانی کا ملنا یا پانی کے استعمال پر قادر ہونا بھی تیمم کو توڑتا ہے۔

جناب حکیم حافظ محمدؐ یوسف صاحب چغتائی کھرڑ پکا (ملتان)

حضرت ابوبکر صدیقؓ

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا و رسولؐ بس

عظمت و بزرگی

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ نام تو عبداللہ تھا۔ مگر آپ اپنی کنیت ابوبکر اور لقب صدیق کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔ بہت دولتمند بزرگ تھے اور عہدِ جاہلیت میں بھی اپنی نجابت و شرافت اصابت رائے اور اجتہاد و فکر نیک مزاجی اور کریم النفسی کے باعث خاص وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتدا ہی سے دوستانہ تعلقات تھے۔ حضرت ام المؤمنین بی بی خدیجہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد غیر خاندان افراد میں جو بزرگ اسلام لائے۔ ان میں آپ کو نہ صرف شرف اولیت حاصل ہے۔ بلکہ یہ آپ ہی کی مساعی مشکور کا ثمرہ تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف وغیرہ جیسے مشاہیر صحابہؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جس لمحہ سے آپ اسلام لائے اس لمحہ سے لے کر آخری لمحہ تک آپ سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور سرد و گرم زمانے میں پوری جاں نثاری کا ثبوت دیا۔ آپ کی ذات گرامی اسلام اور اسلامیوں کے لئے بڑی تقویت اور پشت پناہی کا باعث بنی رہی۔

تین برس تک خفیہ طور پر ہی تبلیغ اسلام کا پودا نشوونما پاتا رہا۔ اس عرصہ میں آپ برابر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصروف کار رہے۔ لیکن جب علانیہ تبلیغ و اشاعت کا حکم آ گیا اور غریب مسلمانوں کو بُری طرح ستایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ انگاروں پر لٹایا جاتا۔ تپتے ہوئے ریت پر ڈال کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ گلوں میں رسیاں ڈال ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا جاتا۔ تو آپ یہ تکالیف دیکھنا برداشت نہ کر سکتے۔ اخوت اسلامی نے بے چین کر دیا۔ ان مظلومین میں کثرت غلاموں کی تھی۔ انہیں آپ نے گرانقدر رقوم دے کر خرید خرید کر آزاد کیا اور مصائب الیمہ سے نجات دلائی۔ اس خرید عمل سے ہزارہا روپیہ آپ نے بے دریغ خرچ کر ڈالا۔ کفار کے مظالم عام تھے ان کے قہر و غضب کی آگ جب بھڑکتی تھی، تو ادنیٰ اور اعلیٰ اور امراء و غرباء میں کوئی امتیاز نہ کرتی تھی اور ان کے ساتھ حضرت صدیقؓ جیسے معزز و ذی جاہ بزرگ بھی شکنجے میں آ گئے اور کفار نے ان کی عظمت و بزرگی کو نظر انداز کر کے انہیں بھی ستانا شروع کر دیا اور آپ بھی ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ مگر ایک اور قبیلہ کے رئیس نے مکہ پہنچ کر کفار کو جب ملامت کی کہ اب تم اپنے اتنے بڑے فرزند جلیل کو بھی چین سے نہیں رہنے دیتے تو انہوں نے اس شرط پر تمکن و قیام کی اجازت دی کہ یہ بلند آواز سے قرآن نہ پڑھا کریں کہ اس کی آواز سن کر ہماری عورتیں اور بچے بگڑتے ہیں۔ کچھ روز تو آپ خاموش رہے مگر پھر بلند آواز سے قرآن خوانی شروع کر دی۔

ایثار

جب مسلسل تیرہ ۱۳ سال کی تکالیف و مصائب کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عازم مدینہ ہوئے تو شرف معیت آپ ہی کو حاصل ہوا۔ اور غار ثور کے رفیق بھی آپ ہی تھے۔ اس خصوص میں آپ کو شرف یکتائی حاصل ہے۔ آپ حضورؐ کے مشیر خاص اور بزرگ ترین صحابی کا مرتبہ پا چکے تھے۔ مدینہ منورہ میں بھی آپ رسول کریمؐ کے دست و بازو بنے رہے۔ ہر امر اور ہر معاملہ میں آپ سے مشورہ لیا جاتا۔ تمام صحابہ کرام آپ کا نہایت احترام کرتے تھے اور ہر وقت مؤدب رہتے تھے کہیں ایک دفعہ آپ نے اپنی محبوب بیٹی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حضور سرکار دو عالم سے زور زور سے باتیں کرتے دیکھ لیا تو غضب ناک ہو گئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھپڑ مارنے کو آگے بڑھے وہ ڈر کر سرکار کے پیچھے چھپ گئیں۔ فرمایا بے ادب رسول کریمؐ کا احترام نہیں کرتی اور بیوی ہو کر رسالت اور وقار نبوت کو بھول گئی۔

دربارِ رسالت سے ایک دفعہ حکم صادر ہوا کہ مصارف جہاد کے لئے چندہ فراہم کیا جائے اور تمام مسلمان اس میں حسب توفیق شرکت کریں۔ وہ عہدِ رسالت تھا۔ آج جیسا افسردگی کا زمانہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں حضور رسالتمآب کے سامنے مال و منال کے انبار لگ گئے۔ شانِ صدیقیت ملاحظہ فرمایئے۔ کہ اتنے بڑے متمول بزرگ نے اعلانِ نبوت سنتے ہی گھر کا گھر صاف کر دیا اور جو کچھ بھی تھا لا کر سامنے رکھ دیا اور خود اس عالم میں سامنے آئے کہ اس شہزادہ تجارت اور رئیس اعظم قریش کے جسم مبارک پر صرف کمبل کا ایک لمبا کرتا جس میں بٹنوں کے بجائے کانٹوں کے تکمے لگے ہوئے تھے سرکار دو عالم نے پوچھا۔ صدیقؓ اہل و عیال کے لئے کیا رکھا۔ فرماتے ہیں اور والہانہ شان سے فرماتے ہیں "اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام"۔

مسلمانو! دیکھی آپ نے عظمت صدیقی دربار میں درباداری اور رکنیت دربار کا انحصار اہلیت ہی دیکھ کر ہوتا ہے۔ یہ اہلیت آپ دیکھ چکے۔ کہ حضرت صدیق اکبرؓ میں کس حد تک تھی۔ یہی تو تھی جس کی بنا پر آپ کو علالت حضور رسالت مآب کے دوران میں امامت اور وصال کے بعد خلافت اسلام کا شرف حاصل ہوا۔

تدبر و استقلال کے حیرت بار مظاہر

وفاتِ نبویؐ کے بعد صورت حالات نے نازک صورت اختیار کر لی تھی۔ مگر آپ نے اُسے نہایت ہوشمندی اور تدبر کے ساتھ سنبھالا۔ آپ کی خلافت کا زمانہ بہت مختصر ہے۔ صرف ڈھائی سال کی مختصر مدت میں آپ اسلام اور اہل اسلام کی وہ زریں خدمات انجام دے گئے جو تاریخ اسلام کا ایک سنہری ورق ہیں۔ وفاتِ نبوی کی خبر مشہور ہوتے ہی عرب کے طول و عرض میں گویا ارتداد کی ایک وبائے عام پھیل گئی۔ اس کا باعث یہ نہ تھا۔ کہ وہ اسلام کو صحیح اور سچا مذہب نہ سمجھتے تھے بلکہ یہ تھا کہ زکوٰۃ کی ادا کاری انہیں ایک بار معلوم ہوتی تھی۔ یہ دریا اتنا چڑھا کہ اس نے طوفانی صورت اختیار کر لی۔ رہی سہی کسر مدعیان نبوت نے پوری کر دی وہ بزعم خود نبوت کو حصول اقتدار کا ایک آسان ذریعہ خیال کر کے اور یہ سمجھ کر کہ دنیا کی زبردست اور مقتدر ترین شخصیت تو اٹھ ہی گئی اب کون ہمارا حریف بن سکتا ہے۔ ورغلائے ہوئے عربوں کا ایک لشکرِ جرار لے کر مدینہ منورہ کی طرف چڑھ دوڑے۔

غور کیجئے۔ کتنا نازک وقت تھا۔ فضا کتنی مکدر ہو چکی تھی۔ حالات کتنے خوفناک صورت اختیار کر چکے تھے۔ طول و عرض عرب میں بغاوت۔ معاندین اسلام افواج کثیر لئے ہوئے مدینہ پر حملے کے لئے عازم۔ وفات نبوی سے فرزندانِ توحید کے دل مغموم صحابہؓ گھبرائے ہوئے۔ مگر آپ ہیں۔ کہ طوفان خیز امروں میں ایک چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم ہیں جنہیں دنیا کی کوئی قوت جنبش میں نہیں لا سکتی۔ زہرہ و حوصلہ دیکھئے۔ کہ اسی اضطراب خیز فضا میں آپ اصحاب کبارؓ سے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے مقابلے کے متعلق مشورت کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ سمجھاتے ہیں کہ تقاضائے مصلحت و وقت یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرمی و لینت کا برتاؤ کریں۔ یہ سن کر آپ مشتعل

ہوجاتے ہیں۔ اور کڑک کر فرماتے ہیں۔ "کہ اے عمرؓ! تو جاہلیت میں تو جبّار تھا۔ مگر اب عہدِ اسلام میں سستی و مداہنت کیوں برتتا ہے۔ وحی کا سلسلہ تو ضرور منقطع ہو چکا مگر دین کی تکمیل تو ہو چکی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ میں اپنی کھلی آنکھوں دین و ملّت کا نقصان ہوتے دیکھوں؟

اور سُنئے کہیں سرکار دو عالمؐ نے سات سو جوانوں کا ایک لشکر زیرِ قیادت حضرت اسامہ بن زید غزائے شام کے لئے بھیجنا تجویز کیا تھا صحابہ کرامؓ نے مجتمع ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ سے استدعا کی کہ ایسے نازک اوقات میں کہ دشمن مدینہ پر یلغار کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں شجاعانِ اسلام کی اتنی بڑی اور کثیر تعداد دارالخلافہ سے باہر بھیجنا ہرگز مناسب نہیں۔ آپ کے نائرہ غضب میں پھر اشتعال پیدا ہُوا اور پورے جوش و خروش سے فرمایا کہ:-

"اگر یہ نوبت بھی پہنچ جائے۔ کہ درندے مدینہ میں داخل ہو کر ازواج مطہرات کے پاؤں کھینچیں تو بھی میں اس لشکر کو جسے سرکارِ دو عالم مرتب فرما گئے ہیں ضرور بھیجوں گا۔ یعنی اگر مدینہ میں جدال و قتال کی یہ کثرت ہو جائے کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ رہے تو بھی لشکر ضرور روانہ کروں گا۔"

آپ نپولین۔ ہنی بال اور سرد کے عزم و استقلال کے واقعات پڑھتے ہیں اور عش عش کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس درجہ نازک صورت حالات سے مقابلہ نہیں ہوا تھا۔ آپ مغربی لیمپ کی روشنی تو دیکھتے ہیں لیکن اپنے گھر والی شمع کافوری کی ضو فشانیاں شاید آپ کو نظر نہیں آتیں۔ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنےٰ کرنے کے بعد آپ کو کسی زمانہ اور کسی عہد میں بھی اس عزم و استقلال اس والہیت و جاں نثاری اور اس شجاعت و فدائیت کی کوئی نظیر اور کوئی مثال کہیں نظر آتی ہے۔ پھر یہ کہا ہی نہیں اسی فضا اور اسی عالمِ اضطراب میں لشکر بھیجا اور اس شان کے ساتھ بھیجا کہ آپ دُور تک، قائد لشکر اسلام کی رکاب تھامے ہوئے ساتھ گئے اور مخالفین کے زہرے آب ہو گئے کہ جب ان حالات میں اتنا بڑا لشکر مدینہ منوّرہ سے غزا کے لئے باہر جا سکتا ہے تو اللہ ہی جانتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں کتنی قوت ہے اور وہ کس دل گردے کا فرمانروا ہے۔

ایرانیوں اور رُومیوں سے مُقابلے

تدبّر و سیاست عزم و استقلال اور فدائیت اسلام کی یہ معجزہ کاری دیکھئے کہ اس لشکر نے سلطنتِ روم کے لشکر سے ٹکرا کر اُسے پاش پاش کر دیا۔ یہ تھے مسلمان۔ ہم مسلمان نہیں بلکہ تہمتِ اسلام ہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی اوّلین فرصت میں مرتدین کے خلاف لشکر روانہ کئے اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف بھی یہ کہہ کر مقاتلہ شروع کر دیا۔ اگر رسول کریمؐ کے وقت میں کہیں سے زکوٰۃ میں ایک تسمہ بھی آتا ہو گا اور وہ اب نہ آئیگا تو میں اس کی وصولی کیلئے جہاد کرونگا۔ مرتدین سے بڑی بڑی سخت اور خوفناک جنگیں ہوئیں جنمیں مسیلمہ بن کذاب کی جنگ بہت شدید تھی۔ ہر طرف آپ نے جرنیل پھیلا دیئے اور سب کو مغلوب کر لیا۔ گویا آپ نے از سرِ نو عرب کو فتح کیا اور صرف ایک سال کے اندر بغاوت ختم ہو گئی اور اشرار سمجھ گئے کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے عہدہ برآ ہونا اب غیر ممکن ہے کہ آخر وہ خلیفہ کس ذاتِ اقدس و اطہر کے ہیں۔ اسطرح ملک کو امن و انتظام کی دولت سے مالا مال کر کے اور حکومت و خلافت کو نافذ العمل و استوار بنا کر فتوحات کی طرف توجّہ کی اور اس شاندار طریقہ سے توجّہ دی کہ دنیا آج تک انگشت بدنداں ہے اور تاقیامت انگشت بدنداں رہیگی یعنی آپ نے اس عہد کی دو مہتم بالشان فرمانروائیوں سلطنت روم اور سلطنت ایران پر دھاوے بول دیئے۔ شام میں اجنادین اور یرموک میں زبردست مقابلے رُومیوں سے ہوئے جن میں ڈھائی ڈھائی تین تین لاکھ رومیوں سے تیس تیس ہزار لشکر ہائے اسلام نے مقابلے کر کے تباہ کن شکست دئیے۔

اسیطرح عراق ایران میں ایرانیوں کے لشکروں سے مقابلے ہوئے اور لاکھوں نہیں کروڑوں روپے کے زر و جواہر ہاتھ آئے اور مدینہ میں دولت کا کوئی شمار نہیں رہا ہزار ہا کو قتل کیا اور ان دونوں سلطنتوں کے بڑے بڑے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور اسلام دُنیا کی ایک زبردست قوت بن گیا۔ جسوقت آپ سربرآرائے خلافت ہوئے ہیں اس وقت مدینہ منوّرہ اور اس کے مضافات پر حکومت رہ گئی تھی اور ۲½ سال کے بعد انتقال کے وقت تمام جزیرۃ العرب عراق اور شام اور ان کے گرد و نواح تک اسلامی سلطنت وسیع ہو چکی تھی اور وسیع کیا ہو چکی تھی اسلام دنیا کی باجبروت اور عظیم الشان قوت بن چکا تھا مدینہ کی طرف زر و سیم کا دریا بہ رہا تھا اور مسلمان بیحد دولتمند اور ذی ثروت بن چکے تھے

حضرت صدیق اکبرؓ تدبّر و فراست ہر اعتبار سے بے مثل تھے آپ زندگی بھر دین و ملت کی فقید المثال خدمات انجام دیتے رہے اور آیندہ خلیفہ بھی وہ منتخب کیا جسکا نام سُن سُن کر آج بھی فرمانروایانِ عالم اور مدبّرین زمانہ انگشتِ حیرت منہ میں داب لیتے ہیں۔ یہ مردم شناسی دیکھئے کہ جس نے اختلاف کیا کہہ دیا کچھ کہو تو اب عمرؓ کا ثانی نہ پاؤ گے عمرؓ نے خود انکار کیا۔ تو فرمایا تجھے خلافت کی نہیں خلافت کو تیری ضرورت ہے۔

یہ تو تھی آپ کی سیاسی اور ملکی ہوشمندیوں اور دانائیوں کی ایک داستان۔ اب دیکھئے کہ اتنے عزمِ آہن کے حامل اور اس درجہ صاحبِ استقامت فرمانروا کے اخلاق حیا اتنی کہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ رات کو دَم نکلے کہ کوئی اچھی طرح کوئی عضو برہنہ نہ دیکھے۔ انکساری ایسی کہ ہر شخص سے خلق و نرمی سے پیش آتے۔ فقر ایسا کہ اتنا بڑا دولتمند سادہ ترین کم حیثیت لباس میں کوڑھیوں اور اپاہجوں کو کھانا کھلاتا پھرتا تھا۔ انصاف یہ کہ ہر حالت میں اور ہر وقت آپ امیر و غریب کو یکساں سمجھتے رہے۔ ۲۲ر جمادی الآخر ۱۳ھ میں بعمر ۶۳ برس وصال فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے بے مثل خلیفہ لائق، مدبّر اور کامل الوقت عارف تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بچّوں کا صفحہ :-

اپنا اور وارث کا مال

حاجی کمال الدّین صاحب

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی ایسا (ذلیل وضعیف) لایا جائیگا جیساکہ بھیڑ کا بچّہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ ارشاد ہوگا کہ میں نے تجھے مال دیا، نوکر چاکر دیئے۔ اپنی نعمتوں سے تجھ کو نوازا۔ تو بتا کہ ان سب عنایات اور انعامات کے بدلہ میں میرے پاس کیا لایا۔ وہ عرض کرے گا کہ میں نے خوب مال جمع کیا اور اس کو (اپنی کوشش سے) بہت بڑھایا اور جتنا شروع میں میرے پاس تھا اس سے کہیں زیادہ چھوڑ آیا ہوں آپ مجھے دُنیا میں واپس کر دیں۔ میں وہ سب آپ کی خدمت میں حاضر کردوں ارشاد ہوگا۔ مجھے تو وہ بتا جو تو نے زندگی میں (ذخیرہ کے طور پر آخرت کے لیئے) آگے بھیجا ہو۔ پھر وہ اپنی پہلی بات دُہرائے گا کہ میرے پروردگار! میں نے اس کو خوب جمع کیا اور خوب بڑھایا اور جتنا شروع میں تھا اس سے بہت زیادہ کر کے چھوڑ آیا۔ آپ مجھے دُنیا میں واپس کر دیں۔ میں وہ سب لے کر حاضر ہوں (یعنی خوب صدقہ کروں تاکہ وہ سب میرے پاس یہاں آجائے) چونکہ اس کے پاس ایسا ذخیرہ نہ نکلے گا جو اس نے اپنے لیئے آگے بھیج دیا ہو اس لیئے اس کو جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔

ہم لوگ زراعت میں، تجارت میں، ملازمت میں اور دُوسرے ذرائع سے روپیہ کمانے میں جتنی محنت اور دردسری کر کے جمع کرتے ہیں وہ سب اسی لیئے ہوتا ہے کہ کچھ ذخیرہ اپنے لیئے موجود رہے، جو ضرورت کے وقت کام آئے۔ نہ معلوم، کس وقت کیا ضرورت پیش آجائے۔ لیکن جو اصل ضرورت کا وقت ہے اور اس کا پیش آنا بھی ضروری اور اس میں اپنی سخت احتیاج بھی ضروری ہے اور یہ بھی یقینی ہے کہ اس وقت صرف وہی کام آئے گا جو اپنی زندگی میں خدائی بنک میں جمع کر دیا گیا ہو کہ وہ تو جمع شدہ ذخیرہ بھی پورے کا پُورا ملے گا اور اس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اضافہ بھی ہوتا رہے گا۔ لیکن اس کی طرف ہم لوگ بہت ہی کم توجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ دُنیا کی یہ زندگی، چاہے کتنی ہی زیادہ ہو جائے، بہر حال ایک دن ختم ہو جانے والی ہے۔ اور آخرت کی زندگی کبھی بھی ختم ہونے والی نہیں۔ دُنیا کی زندگی میں اگر اپنے پاس سرمایہ نہ رہے تو اس وقت محنت مزدوری بھی کی جا سکتی ہے۔ بھیک مانگ کر بھی زندگی کے دن پُورے کیئے جا سکتے ہیں لیکن آخرت کی زندگی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں ہے۔ وہاں صرف وہی کام آئے گا جو ذخیرہ کے طور پر آگے بھیج دیا گیا ہو۔

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میں جنّت میں داخل ہُوا تو میں نے اس کی دونوں جانب تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ دُوسری سطر میں مَا قَدَّمْنَا وَجَدْنَا وَمَا اَكَلْنَا رَبِحْنَا وَمَا خَلَفْنَا خَسِرْنَا لکھا تھا۔ (جو ہم نے آگے بھیج دیا وہ پا لیا۔ اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا) اور تیسری سطر میں لکھا تھا۔ اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (اُمّت گنہگار اور رب بخشنے والا ہے)۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو فرشتے تو یہ پُوچھتے ہیں کہ کیا ذخیرہ اپنے حساب میں جمع کرایا۔ کیا چیز کل کے لئے بھیجی اور آدمی یہ پوچھتے ہیں کیا مال چھوڑا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کون شخص ایسا ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال اپنے وارث سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ حضورؐ نے فرمایا آدمی کا اپنا مال وہ ہے جو اُس نے آگے بھیج دیا۔ اور جو چھوڑ گیا وہ اس کا مال نہیں، اس کے وارث کا مال ہے۔

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی کہتا ہے۔ میرا مال، میرا مال۔ اس کے مال میں سے اس کے لئے صرف تین چیزیں ہیں۔ جو کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پُرانا کر دیا یا اللہ کے ہاں اپنے حساب میں جمع کرا دیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ اس کا مال نہیں ہے۔ لوگوں کے لئے چھوڑ جائیگا۔ اور بڑا لطف یہ ہے کہ آدمی اکثر ایسے لوگوں کے لئے جمع کرتا ہے، محنت اُٹھاتا ہے، مصیبت جھیلتا ہے۔ تنگی برداشت کرتا ہے۔ جن کو وہ اپنی خواہش سے ایک روپیہ دینے کا بھی روا دار نہیں ہے لیکن جمع کر کے چھوڑ جاتا ہے۔ پھر لوگ انہیں کو سارے کا وارث بنا دیتے ہیں۔ جن کو وہ ذرا سا بھی دینا نہ چاہتا تھا۔

ارطاۃ بن سہینہ کا جب انتقال ہونے لگا تو انھوں نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

آدمی کہتا ہے کہ میں نے بہت مال جمع کیا۔ لیکن اکثر کمانے والا دُوسروں کے یعنی وارثوں کے لئے جمع کرتا ہے۔ وہ خود تو اپنی زندگی میں اپنا بھی حساب لیتا رہتا ہے کہ کتنا کہاں خرچ ہوا، کتنا کہاں ہُوا؟ لیکن بعد میں ایسے لوگوں کی لُوٹ کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔ جن سے حساب بھی نہیں لے سکتا کہ سارا مال کہاں اُڑایا۔ پس اپنی زندگی میں کھا لے اور کھلا دے۔ آدمی خود تو مرنے کے بعد نامراد رہتا ہے۔ (کوئی اس کو اس مال میں یاد نہیں رکھتا)۔ دوسرے لوگ اس کو کھاتے اُڑاتے ہیں آدمی خود تو اس مال سے محروم ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس سے اپنی خواہشات پُوری کرتے ہیں۔

بُتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

○

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترا دماغ ہی بت خانہ ہو تو کیا کہیئے

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

مجلسِ ذکر

مجلسِ ذکر کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرتِ مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ سے جو لوگ وابستہ ہیں یعنی جنہیں آپ سے بیعت کا شرف حاصل ہے، وہ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد جمع ہوتے ہیں اور خاندانِ قادریہ کے مسلک پر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ذکر کے بعد مولٰنا مدظلہ کی تقریر ہوتی ہے جس میں روحانی امراض کی تشخیص اور اس کا علاج و پرہیز بتائی جاتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہی تقریر ہفت روزہ خدام الدین میں چھپ کر شائع ہوتی ہے۔ اِن ہی تقاریر کا مجموعہ "مجلسِ ذکر" کے نام سے کتابی شکل میں چھپ چکا ہے، خود پڑھیے اور اہل و عیال کو سنایئے، انشاء اللہ "مجلسِ ذکر" کا مطالعہ رُوحانی بیماریوں سے شفا پانے کا ذریعہ بن جائے گا، اگر زندگی میں ان بیماریوں سے شفا نہ پائی تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی، اور حشر کے دن بھی تڑپائینگی۔ چار جلدوں میں ہدیہ فی جلد ایک روپیہ ۰ مکمل معہ محصولڈاک ۵ روپے ۸ آنے۔

ناظمِ انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

گلدستہ صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ:۔ حضرت مولٰنا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلےٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں، کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہدنامہ پر دستخط تھے، جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا۔ اور مجلد کے لئے ۲/ جلد کے لئے جاتے تھے۔ لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۸/ آنے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۸ آنے۔ کل ارو پیہ پیشگی بھیجیں۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کئے گئے ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ اس وقت تک ۹ لاکھ ۹۵ ہزار تک سارے ہندو پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

رقم ہر حالت میں پیشگی روانہ کریں۔
ہدیہ مجلد ۸/۔ محصولڈاک وغیرہ ۱۲

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خلاصۃ المشکوٰۃ مترجم

جس میں اعلےٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن مجید کی طرح اس پر اعراب ہیں ترجمہ نہایت ہی آسان اردو میں ہے۔ عورتیں سمجھدار بچے اور معمولی اردو دان بھی باآسانی پڑھ سکتے ہیں ہدیہ مجلد ۲/ محصولڈاک ۱۲/

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید مترجم

شیعہ ○ سنّی ○ اہلحدیث
دیوبندی ○ بریلوی

علماء کا تصدیق شدہ

ہدیہ: چھ روپے + محصول ڈاک ۱۲/
نوٹ: رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے وی پی ہرگز نہ ہوگا

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خوش خبری

قرآن مجید مترجم بزبانِ سندھی

از حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیحضرت مولانا وسیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نوراللہ مرقدہٗ

بارِ نہم چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ہدیہ ۷ روپے محصولڈاک ۱۲/

ملنے کا پتہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور



فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبیداللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔